ٹیوٹر مارکڈ اسائن منٹ

Course Code: MUD-007

Course Title: اردو نظم

Assignment Code: MUD-007/TMA/2025-2026

Coverage: All

Marks: 100

نوٹ:- مندرجہ ذیل سوالات میں سے صرف پانچ سوالوں کے جواب مطلوب ہیں۔ سوالات کے نمبر مساوی ہیں۔

(20X5 = 100)

سوال نمبر 1 نظم کی تعریف کرتے ہوئے اس کے اقسام پر سیر حاصل بحث کیجیے۔

سوال نمبر 2 نظیر اکبر آبادی کی حیات و خدمات اور نظم نگاری بیان کیجیے۔

سوال نمبر 3 محمد حسین آزاد کے سوانحی کوائف بیان کرتے ہوئے ان کی نظم "صبح امید" سے متعلق اپنی معلومات کا اظہار کیجیے۔

سوال نمبر 4 نصاب میں شامل برج نارائن چکبستؔ کی نظم "خاک ہند" کے متن کی توضیح و تشریح کیجیے۔

سوال نمبر 5 جوش ملیح آبادی کی حیات و خدمات اور نظم نگاری کی خصوصیات قلم بند کیجیے۔

سوال نمبر 6 اختر الایمان کی نظم "پک ڈنڈی" پر اظہار خیال کیجیے۔

سوال نمبر 7 نصاب میں شامل اختر شیرانی کی نظم "کسان" کے متن کو نقل کرتے ہوئے اس نظم کا تجزیہ پیش کیجیے۔

سوال نمبر 8 مخدوم محی الدین کے حالات زندگی بیان کرتے ہوئے ان کی نظم نگاری کے امتیازی پہلوؤں پر روشنی ڈالیے۔

IGNOU ALL SOLVED ASSIGNMENT PDFS AVAILABLE ORDER: 8935977094
HAND WRITTEN ASSIGNMENT HARD COPY (BY COURIER) & PDFS FILES AVAILABLE

MUD-007

سوال نمبر 1: نظم کی تعریف کرتے ہوئے اس کے اقسام پر سیر حاصل بحث کیجیے۔

نظم کی تعریف

لفظ "نظم" کے لغوی معنی موتیوں کو دھاگے میں پرونے کے ہیں۔ ادبی اصطلاح میں نظم سے مراد ایسی صنفِ سخن ہے جس میں کسی ایک مرکزی خیال یا موضوع کو تسلسل کے ساتھ بیان کیا جائے۔ غزل کے برعکس، جس کا ہر شعر اپنی جگہ ایک مکمل اکائی ہوتا ہے اور ہر شعر کا موضوع الگ ہو سکتا ہے، نظم میں خیالات کا ایک منطقی ربط اور تسلسل ہوتا ہے۔ نظم کا ایک عنوان ہوتا ہے جو اس کے مجموعی تاثر کی عکاسی کرتا ہے۔ نظم میں ہیئت کی کوئی قید نہیں ہوتی؛ یہ کسی بھی فارم میں لکھی جا سکتی ہے۔

اردو ادب میں نظم کا تصور بہت وسیع ہے۔ وسیع تر معنوں میں تو پوری شاعری ہی نظم ہے، لیکن عام اصطلاح میں یہ غزل کے علاوہ دیگر اصنافِ سخن کے لیے استعمال ہوتی ہے۔ نظم کی بنیاد وحدتِ موضوع پر ہوتی ہے۔ اس میں ایک خیال بیج کی طرح ہوتا ہے جو رفتہ رفتہ ایک تناور درخت کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ شاعر اپنے تخیل کے ذریعے اس مرکزی خیال کی مختلف جہتوں کو اجاگر کرتا ہے، جس سے پوری تخلیق میں ایک اندرونی ہم آہنگی پیدا ہو جاتی ہے۔

نظم کی اقسام (ہیئت کے اعتبار سے)

ہیئت یا ساخت کے لحاظ سے اردو نظم کی درج ذیل چار اہم اقسام ہیں:

- **پابند نظم:**

پابند نظم اس نظم کو کہتے ہیں جس میں بحر کے استعمال اور قافیہ و ردیف کی ترتیب میں مقررہ اصولوں کی پابندی کی جاتی ہے۔ اس میں تمام مصرعے برابر ہوتے ہیں اور قوافی کا ایک خاص نظام برقرار رکھا جاتا ہے۔ اگر نظم کے تمام مصرعے ہم وزن ہوں اور ان میں قافیوں کی ترتیب بھی پہلے سے طے شدہ اصولوں کے مطابق ہو، تو اسے پابند نظم کہا جائے گا۔ اردو کی قدیم مثنویاں، مرثیے اور روایتی نظمیں اسی زمرے میں آتی ہیں۔

For Any Help Just Whatsapp 8935977094 (IGNOU HELP CENTER, ARARIA)

- **نظمِ معرا:**

نظمِ معرا سے مراد وہ نظم ہے جس کے تمام مصرعے وزن اور بحر کے لحاظ سے تو برابر ہوتے ہیں لیکن ان میں قافیہ نہیں ہوتا۔ اسے "غیر مقفیٰ نظم" بھی کہا جاتاہے۔ اردو میں اس کا آغاز انگریزی شاعری کے زیرِ اثر ہوا۔ عبدالحلیم شرر اور نظم طباطبائی نے اس صنف کو مقبول بنانے میں اہم کردار ادا کیا۔ اس میں قافیہ نہ ہونے کی وجہ سے شاعر کو اپنے خیالات بیان کرنے میں زیادہ آزادی ملتی ہے، لیکن بحر کی پابندی اسے نظم کے دائرے میں رکھتی ہے۔

- **آزاد نظم:**

آزاد نظم میں قافیہ اور ردیف کی پابندی نہیں ہوتی اور نہ ہی تمام مصرعے لمبائی میں برابر ہوتے ہیں۔ اس میں بحر کے ارکان (افاعیل) کی تعداد ہر مصرعے میں مختلف ہو سکتی ہے، جس کی وجہ سے کوئی مصرع بہت بڑا اور کوئی بہت چھوٹا ہو جاتا ہے۔ تاہم، یہ نظم بحر کے مقررہ آہنگ سے باہر نہیں ہوتی۔ تصدق حسین خالد اور ن م راشد اس صنف کے سرخیل تسلیم کیے جاتے ہیں۔ جدید دور میں یہ صنف سب سے زیادہ مقبول ہوئی ہے کیونکہ یہ جدید انسان کے بکھرے ہوئے خیالات اور پیچیدہ احساسات کی ترجمانی کے لیے بہت موزوں ہے۔

- **نثری نظم:**

نثری نظم جدید دور کی پیداوار ہے جس میں نہ تو وزن کی پابندی ہوتی ہے اور نہ ہی قافیہ و ردیف کی۔ یہ ظاہری طور پر نثری پیراگراف کی طرح معلوم ہوتی ہے لیکن اس میں ایک باطنی آہنگ اور شعری جوہر موجود ہوتا ہے۔ اس میں علامتوں اور استعاروں کا کثرت سے استعمال کیا جاتا ہے۔ اگرچہ اس کی قبولیت پر طویل بحث رہی ہے، لیکن آج یہ اردو نظم کی ایک اہم شاخ بن چکی ہے۔

نظم کی اقسام (موضوع کے اعتبار سے)

موضوعات کی وسعت کے لحاظ سے نظم کی کئی اہم شاخیں درج ذیل ہیں:

- **حمد، نعت اور منقبت:**

وہ نظم جس میں اللہ تعالیٰ کی ذات، صفات اور اس کی نعمتوں کا شکر ادا کیا جائے "حمد" کہلاتی ہے۔ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی شانِ اقدس، سیرت اور آپ سے

For Any Help Just Whatsapp 8935977094 (IGNOU HELP CENTER, ARARIA)

عقیدت کے اظہار پر مبنی نظم "نعت" کہلاتی ہے۔ اسی طرح صحابہ کرام، اہل بیت اور اولیاء اللہ کی تعریف میں کہی گئی نظم "منقبت" کے نام سے جانی جاتی ہے۔

● حب الوطنی اور قومی نظمیں:

ان نظموں میں وطن کی محبت، اس کی مٹی سے وابستگی، تحریکِ آزادی اور قومی اتحاد کے موضوعات بیان کیے جاتے ہیں۔ علامہ اقبال، چکبست اور جوش ملیح آبادی نے اس صنف کو بامِ عروج پر پہنچایا۔ چکبست کی نظم "خاکِ ہند" حب الوطنی کا بہترین نمونہ ہے۔

● فلسفیانہ اور آفاقی نظمیں:

یہ نظمیں کائنات کی حقیقت، انسانی وجود کے مقصد، موت و حیات کے فلسفے اور روحانیت پر مبنی ہوتی ہیں۔ علامہ اقبال کی نظمیں جیسے "شکوہ"، "جواب شکوہ" اور "ساقی نامہ" اس کی اعلیٰ ترین مثالیں ہیں جہاں فکر اور فن کا حسین امتزاج ملتا ہے۔

● رومانی نظمیں:

رومانی نظموں کا بنیادی موضوع حسن و عشق، جذباتی کیفیات اور فطرت کے مناظر ہوتے ہیں۔ ان نظموں میں تخیل کی پرواز اور جذبات کی لطافت نمایاں ہوتی ہے۔ اختر شیرانی کو اردو کا بڑا رومانوی شاعر تسلیم کیا جاتا ہے جنہوں نے اپنی نظموں میں فطرت اور محبت کو نہایت خوبصورتی سے پیش کیا۔

● سماجی اور انقلابی نظمیں:

ان نظموں میں معاشرتی ناانصافیوں، طبقاتی کشمکش، غربت اور عوامی مسائل کو موضوع بنایا جاتا ہے۔ ترقی پسند تحریک کے شعراء جیسے فیض احمد فیض، ساحر لدھیانوی اور مخدوم محی الدین نے اپنی نظموں کے ذریعے سماجی تبدیلی اور انقلاب کا پیغام دیا۔

● عوامی نظمیں:

عوامی نظموں میں عام آدمی کی زندگی، میلوں ٹھیلوں، تہواروں اور روزمرہ کے چھوٹے چھوٹے واقعات کو سادہ اور عام فہم زبان میں بیان کیا جاتا ہے۔ نذیر اکبر آبادی اردو کے سب سے بڑے عوامی شاعر ہیں جنہوں نے "آدمی نامہ" اور "بنجارہ نامہ" جیسی لافانی نظمیں لکھیں۔

نتیجہ

اردو نظم نے اپنے طویل سفر میں کئی فنی اور فکری موڑ دیکھے ہیں۔ دکن کی مثنویوں سے شروع ہونے والا یہ سفر نذیر اکبر آبادی کی عوامی شاعری، حالی اور آزاد کی جدید نظم کی تحریک، اقبال کی فلسفیانہ شاعری اور ترقی پسند شعراء کی انقلابی نظموں سے ہوتا ہوا آج کی جدید اور نثری نظم تک پہنچا ہے۔ آج اردو نظم اپنے اندر اتنی وسعت رکھتی ہے کہ وہ انسانی زندگی کے ہر چھوٹے بڑے تجربے، کائناتی سچائیوں اور نفسیاتی گہرائیوں کو بیان کرنے کی بھرپور صلاحیت رکھتی ہے۔ یہ صنفِ سخن نہ صرف اپنی ہیئت میں متنوع ہے بلکہ اپنے موضوعات کے اعتبار سے بھی بے حد زرخیز ہے۔

سوال نمبر 2: نظیر اکبر آبادی کی حیات و خدمات اور نظم نگاری بیان کیجیے۔

نظیر اکبر آبادی کی حیات

نظیر اکبر آبادی کا اصل نام ولی محمد تھا۔ ان کی پیدائش دہلی میں 1735ء کے لگ بھگ ہوئی، لیکن زندگی کا بیشتر حصہ آگرہ (اکبر آباد) میں گزرا، اسی نسبت سے وہ "نظیر اکبر آبادی" کہلائے۔ ان کے والد کا نام محمد فاروق تھا۔ نظیر نے اپنی ابتدائی تعلیم دہلی میں حاصل کی، لیکن نادر شاہ کے حملے اور دہلی کے ابتر حالات کی وجہ سے وہ اپنی والدہ اور نانی کے ساتھ آگرہ ہجرت کر گئے۔

نظیر ایک قلندرانہ مزاج کے حامل انسان تھے۔ انہوں نے کبھی کسی دربار سے وابستگی اختیار نہیں کی اور نہ ہی قصیدہ گوئی کے ذریعے مال و دولت جمع کرنے کی کوشش کی۔ انہوں نے ایک استاد کے طور پر زندگی گزاری اور بھرت پور کے شاہی خاندان کے بچوں کو پڑھانے پر مامور رہے۔ ان کا انتقال 1830ء میں آگرہ میں ہوا۔

ادبی خدمات اور نظم نگاری

نظیر اکبر آبادی اردو شاعری کی تاریخ میں ایک منفرد مقام رکھتے ہیں۔ جہاں ان کے عہد کے دیگر شعراء غزل کی زلفیں سنوارنے اور درباری رقت آمیزی میں مصروف تھے، نظیر نے اپنی شاعری کا رخ عوام کی طرف موڑ دیا۔ انہیں اردو کا پہلا "عوامی

شاعر" تسلیم کیا جاتا ہے۔ ان کی خدمات کا دائرہ بہت وسیع ہے، انہوں نے اردو نظم کو ایک نئی شناخت اور نئی جہت عطا کی۔

نظیر کی نظم نگاری کی اہم خصوصیات درج ذیل ہیں:

- **عوامی رنگ اور وسعتِ موضوع:**

نظیر کی شاعری کا سب سے بڑا وصف ان کی موضوعاتی وسعت ہے۔ انہوں نے زندگی کے ہر پہلو پر نظمیں لکھیں۔ ان کے ہاں میلوں، ٹھیلوں، تہواروں، کھیلوں اور روزمرہ کی اشیاء کا ذکر کثرت سے ملتا ہے۔ چاہے وہ "ہولی" ہو، "دیوالی" ہو، "عید" ہو یا "شبِ برات"، نظیر نے ہر تہوار کو اپنی شاعری میں جگہ دی۔

- **انسانیت اور آفاقیت:**

نظیر کی نظر انسانی زندگی کے عروج و زوال پر بہت گہری تھی۔ ان کی نظم "آدمی نامہ" اس کی بہترین مثال ہے، جس میں انہوں نے بادشاہ سے لے کر گدا تک، اور نیک سے لے کر بد تک، انسان کے ہر روپ کو بے نقاب کیا ہے۔ وہ انسان کو اس کی تمام تر خوبیوں اور خامیوں کے ساتھ قبول کرتے ہیں۔

- **اخلاقیات اور عبرت:**

نظیر کی شاعری میں محض ہنسی مذاق یا تفریح نہیں ہے، بلکہ اس کے پیچھے ایک گہرا فلسفہ اور درسِ اخلاق بھی چھپا ہے۔ ان کی نظم "بنجارہ نامہ" دنیا کی بے ثباتی اور موت کی حقیقت کو نہایت پر اثر انداز میں پیش کرتی ہے۔ وہ بتاتے ہیں کہ جب موت کا بنجارہ آتا ہے تو انسان کا سارا ٹھاٹھ پڑا رہ جاتا ہے۔

- **زبان و بیان کی سادگی:**

نظیر نے اپنی نظموں میں فارسی اور عربی کے بوجھل الفاظ کے بجائے عوامی زبان استعمال کی۔ انہوں نے ہندوی، برج بھاشا اور اردو کے مقامی الفاظ کو اس خوبصورتی سے پرویا کہ وہ براہِ راست عوام کے دلوں میں گھر کر گئے۔ ان کے یہاں محاورات اور روزمرہ کا استعمال کمال درجے کا ہے۔

- **فطرت نگاری:**

نظیر نے برسات، جاڑا، گرمی اور مختلف جانوروں (جیسے ریچھ کا بچہ، گلہری) پر بھی نظمیں لکھیں ۔ ان کی فطرت نگاری کتابی نہیں بلکہ مشاہداتی ہے ۔ انہوں نے جو کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھا، اسے لفظوں کا پیراہن عطا کر دیا ۔

- **مشترکہ تہذیب کی عکاسی:**

نظیر ایک ایسے شاعر تھے جن کے کلام میں ہندوستان کی مشترکہ تہذیب سانس لیتی ہوئی نظر آتی ہے ۔ انہوں نے ہندو دیومالائی کرداروں جیسے کرشن جی اور مہادیو جی پر بھی عقیدت کے ساتھ نظمیں لکھیں ۔ ان کی شاعری مذہبی تعصب سے پاک اور رواداری کا نمونہ ہے ۔

نظیر کی نظم نگاری کا فنی مقام

نظیر اکبر آبادی نے اردو نظم کو غزل کے سائے سے نکال کر ایک خود مختار صنف بنایا ۔ ان کی نظموں میں ڈرامائی کیفیت، منظر نگاری اور جزئیات نگاری کے بہترین نمونے ملتے ہیں ۔ ان کا کلام محض شاعری نہیں بلکہ ان کے عہد کی ایک سماجی اور ثقافتی دستاویز ہے ۔ ناقدین نے اگرچہ ایک عرصے تک انہیں نظر انداز کیا، لیکن جدید دور میں ان کی عظمت کا اعتراف ہر سطح پر کیا گیا ہے ۔

مختصر یہ کہ نظیر اکبر آبادی نے اردو نظم کو وہ عوامی بنیاد فراہم کی جس پر بعد میں جدید اردو نظم کی عمارت کھڑی ہوئی ۔ ان کی شاعری آج بھی اتنی ہی مقبول اور تازہ ہے جتنی ان کے دور میں تھی ۔ انہوں نے ثابت کیا کہ شاعری صرف خواص کی لونڈی نہیں بلکہ یہ عوام کے جذبات اور ان کی زندگی کی ترجمان بھی ہو سکتی ہے ۔

سوال نمبر 4: نصاب میں شامل برج نارائن چکبست کی نظم "خاک ہند" کے متن کی توضیح و تشریح کیجیے۔

برج نارائن چکبست کا تعارف

پنڈت برج نارائن چکبست اردو کے ایک ممتاز شاعر اور قوم پرست ادیب تھے۔ ان کی خاکِ ہند" ان کی ایک "شاعری میں حب الوطنی کا جذبہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے۔

ایسی شاہکار نظم ہے جو ہندوستان کی عظمت، اس کی قدیم تاریخ اور مادرِ وطن سے عقیدت کی بہترین عکاسی کرتی ہے۔

نظم "خاکِ ہند" کا پس منظر اور مرکزی خیال

اس نظم میں چکبست نے ہندوستان کی مٹی (خاک) کو اپنا محبوب اور مرکزِ عقیدت بنایا ہے۔ شاعر اس مٹی کو محض زمین کا ٹکڑا نہیں سمجھتا بلکہ اسے ارضِ پاک اور بزرگانِ دین و دانش کا مسکن قرار دیتا ہے۔ نظم کا مرکزی خیال یہ ہے کہ ہندوستان کی مٹی میں وہ خوشبو اور تاثیر ہے جو دنیا کے کسی اور خطے میں نہیں۔ شاعر کو فخر ہے کہ وہ اس سرزمین کا بیٹا ہے جہاں رام، لکشمن، اور گوتم بدھ جیسے عظیم انسانوں نے جنم لیا۔

متن کی توضیح و تشریح

نظم کا آغاز شاعر کی وطن سے بے پناہ محبت کے اظہار سے ہوتا ہے۔ شاعر کہتا ہے کہ اے ہندوستان! تیری مٹی کا ہر ذرہ ہمارے لیے انمول ہے۔ اس نظم کے مختلف پہلوؤں کی تشریح درج ذیل ہے:

- **قدیم عظمت کا تذکرہ:**

چکبست اس نظم میں ہندوستان کے سنہری دور کی یاد دلاتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ وہی سرزمین ہے جہاں کی تہذیب نے دنیا کو علم و ہنر سکھایا۔ جب دنیا تاریکی میں ڈوبی ہوئی تھی، تب ہمالیہ کی ان وادیوں سے علم کی روشنی پھوٹی تھی۔

- **مقدس ہستیوں کی سرزمین:**

نظم میں حضرتِ رام چندر جی، شری کرشن اور گوتم بدھ کا ذکر نہایت احترام سے کیا گیا ہے۔ شاعر کے نزدیک یہ ہستیاں ہندوستان کے روحانی وقار کی علامت ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ جس خاک پر ان بزرگوں کے قدم پڑے ہوں، وہ خاک ہمارے ماتھے کا چندن (تلک) ہونی چاہیے۔

- **حب الوطنی کا پیغام:**

شاعر کے نزدیک وطن کی محبت ایمان کا حصہ ہے۔ وہ نظم میں کہتے ہیں کہ اگر ہمیں جنت اور وطن میں سے کسی ایک کا انتخاب کرنا پڑے، تو ہم اپنے وطن کی خاک کو ہی ترجیح دیں گے۔ یہ جذباتی وابستگی چکبست کی شاعری کا خاصہ ہے۔

- **فطرت اور منظر نگاری:**

نظم میں ہندوستان کے قدرتی مناظر، گنگا و جمن کی لہروں اور ہمالیہ کی چوٹیوں کا تذکرہ اس طرح کیا گیا ہے کہ قاری کی آنکھوں کے سامنے ایک جیتا جاگتا نقشہ کھنچ جاتا ہے۔ شاعر گنگا کے پانی کو محض پانی نہیں بلکہ حیاتِ جاوید کا سرچشمہ قرار دیتا ہے۔

- **اتحاد اور بھائی چارہ:**

خاکِ ہند" صرف ایک جغرافیائی نظم نہیں ہے بلکہ یہ ہندوستانی قومیت کا ایک " منشور ہے۔ شاعر اس بات پر زور دیتا ہے کہ اس مٹی نے سب کو اپنی آغوش میں جگہ دی ہے، چاہے وہ کسی بھی مذہب یا فرقے سے تعلق رکھتے ہوں۔

فنی خوبیاں

- **زبان و بیان:** چکبست نے اس نظم میں نہایت فصیح اور بلیغ زبان استعمال کی ہے۔ الفاظ کا انتخاب موضوع کے وقار کے مطابق ہے۔

- **جوش و ولولہ:**

نظم کا آہنگ ایسا ہے کہ پڑھنے والے کے دل میں حب الوطنی کا جذبہ بیدار ہو جاتا ہے۔ اس میں ایک خاص قسم کی نغمگی اور روانی پائی جاتی ہے۔

- **استعارہ اور تشبیہ:**

شاعر نے ہندوستان کی خاک کو کبھی "جنت" سے اور کبھی "مادرِ مہربان" سے تشبیہ دے کر اس کی اہمیت کو دوچند کر دیا ہے۔

نتیجہ

مختصر یہ کہ برج نارائن چکبست کی نظم "خاکِ ہند" اردو کی بہترین قومی نظموں میں شمار ہوتی ہے۔ یہ نظم ہمیں اپنی جڑوں سے جوڑتی ہے اور ہمیں اپنے ملک کی عظمت پر فخر کرنا سکھاتی ہے۔ شاعر نے اس نظم کے ذریعے یہ پیغام دیا ہے کہ وطن کی مٹی کا تحفظ اور اس سے محبت کرنا ہر شہری کا اولین فریضہ ہے۔

سوال نمبر 5: جوش ملیح آبادی کی حیات و خدمات اور نظم نگاری کی خصوصیات قلم بند کیجیے۔

جوش ملیح آبادی کی حیات

جوش ملیح آبادی کا اصل نام شبیر حسن خان تھا۔ وہ 1896ء میں اتر پردیش کے ایک علمی اور ادبی قصبے ملیح آباد میں پیدا ہوئے۔ جوش کا تعلق ایک ایسے خاندان سے تھا جہاں علم و ادب کی روایت نسلوں سے چلی آ رہی تھی، ان کے والد، دادا اور پردادا سبھی صاحبِ دیوان شاعر تھے۔ جوش نے ابتدائی تعلیم گھر پر حاصل کی اور بعد ازاں لکھنؤ، آگرہ اور علی گڑھ میں زیرِ تعلیم رہے۔

ان کی زندگی انقلابی اور ہنگامہ خیز واقعات سے بھرپور تھی۔ انہوں نے حیدر آباد دکن میں دار الترجمہ میں ملازمت کی اور بعد میں دہلی سے "آج کل" رسالے کی ادارت بھی سنبھالی۔ تقسیمِ ہند کے کچھ عرصہ بعد وہ پاکستان ہجرت کر گئے۔ ان کا انتقال 1982ء میں اسلام آباد میں ہوا۔

ادبی خدمات

جوش ملیح آبادی کو اردو ادب میں "شاعرِ انقلاب" اور "شاعرِ شباب" کے القابات سے یاد کیا جاتا ہے۔ ان کی خدمات کا دائرہ نظم، غزل، رباعی اور نثر (خودنوشت) تک پھیلا ہوا ہے۔ ان کی خودنوشت "یادوں کی برات" اردو نثری ادب میں ایک شاہکار کی حیثیت رکھتی ہے۔ جوش نے اپنی شاعری کے ذریعے اردو زبان کو نئی وسعت، توانائی اور الفاظ کا ایک وسیع ذخیرہ عطا کیا۔

نظم نگاری کی خصوصیات

جوش ملیح آبادی کی نظم نگاری اردو شاعری کا ایک روشن باب ہے۔ ان کی نظموں کی نمایاں خصوصیات درج ذیل ہیں:

- **انقلابی آہنگ:**

جوش کی نظموں کا بنیادی وصف ان کا انقلابی لہجہ ہے۔ انہوں نے برطانوی سامراج کے خلاف آواز اٹھائی اور اپنی نظموں کے ذریعے ہندوستانیوں کے لہو کو گرمایا۔ ان کی نظمیں "ایسٹ انڈیا کمپنی کے فرزندوں سے" اور "شکستِ زنداں کا خواب" بغاوت اور آزادی کے جذبے سے لبریز ہیں۔

For Any Help Just Whatsapp 8935977094 (IGNOU HELP CENTER, ARARIA)

- **الفاظ کا جاہ و جلال:**

جوش کو اردو زبان کے الفاظ پر غیر معمولی دسترس حاصل تھی۔ وہ الفاظ کو اس طرح استعمال کرتے تھے کہ نظم میں ایک گونج اور گرج پیدا ہو جاتی تھی۔ ان کے ہاں تراکیب کی ندرت اور تشبیہات کا استعمال نہایت پرشکوہ ہوتا ہے۔

- **مناظرِ فطرت کی عکاسی:**

جوش صرف انقلاب کے ہی شاعر نہیں تھے بلکہ وہ فطرت کے بھی بہترین مصور تھے۔ ان کی نظموں میں برسات، دریا کا کنارہ، صبح کا منظر اور پہاڑوں کی خوبصورتی کا بیان نہایت جزئیات نگاری کے ساتھ ملتا ہے۔ وہ فطرت کے متحرک مناظر کو الفاظ کی مدد سے جاندار بنا دیتے تھے۔

- **انسانیت اور حریت پسندی:**

جوش کی شاعری میں انسان کی عظمت کا درس ملتا ہے۔ وہ ہر قسم کے ظلم، استحصال اور مصلحت پسندی کے خلاف تھے۔ ان کے نزدیک زندگی جہدِ مسلسل کا نام ہے اور وہ نوجوانوں کو حرکت و عمل کی ترغیب دیتے تھے۔

- **رومانیت اور شباب:**

جوش کی نظموں میں جوانی کے جذبات، حسن و عشق کی کیفیات اور جمالیاتی احساسات بڑی شدت کے ساتھ پائے جاتے ہیں۔ اسی خصوصیت کی بنا پر انہیں "شاعرِ شباب" کہا جاتا ہے۔

- **تنوع اور وسعت:**

جوش نے کسان، مزدور، مفلس اور سماج کے کچلے ہوئے طبقات پر بھی نظمیں لکھیں۔ ان کی نظم "کسان" دیہاتی زندگی اور محنت کش کی عظمت کی ایک بہترین مثال ہے۔

نتیجہ

جوش ملیح آبادی نے اردو نظم کو روایتی پستی سے نکال کر اسے ایک نئی جلالت اور سماجی شعور بخشا۔ ان کا کلام آج بھی اپنے جوش و خروش اور فصاحت و بلاغت کی وجہ سے اردو ادب کا بیش بہا سرمایہ ہے۔ انہوں نے ثابت کیا کہ نظم

صرف جذبات کے اظہار کا ذریعہ نہیں بلکہ یہ تبدیلی کا ایک طاقتور ہتھیار بھی ہو سکتی ہے ۔

سوال نمبر 7: نصاب میں شامل اختر شیرانی کی نظم "کسان" کے متن کو نقل کرتے ہوئے اس نظم کا تجزیہ پیش کیجیے۔

اختر شیرانی کا تعارف

اختر شیرانی اردو کے ایک نہایت اہم رومانوی شاعر تسلیم کیے جاتے ہیں۔ انہوں نے اردو نظم کو حسن، عشق اور فطرت کے حسین امتزاج سے روشناس کرایا۔ ان کی نظموں میں جذبات کی لطافت اور مناظرِ فطرت کی دلکشی نمایاں ہوتی ہے۔ زیرِ نظر نظم "کسان" میں انہوں نے دیہی زندگی کے ایک اہم کردار، یعنی کسان کی عظمت اور اس کی محنت کو نہایت خوبصورت پیرائے میں بیان کیا ہے۔

نظم "کسان" کا متن

نظم "کسان" کے چند اہم بند اور اشعار درج ذیل ہیں جو اس کی روح کی عکاسی کرتے ہیں:

(نوٹ: طوالت کے پیشِ نظر یہاں نظم کے منتخب حصے پیش کیے جا رہے ہیں)

- تیرے ماتھے پہ ہے پسینہ کہ موتی کا نکھار
- تیری محنت سے رواں ہے یہ جہاں کا کاروبار
- اے ہند کی دھرتی کے سچے پاسبان ! اے کسان

تیرے دم سے ہے ہر اک گلشن کی ہریالی جوان

- تو ہے صحرا کا مسافر، تو ہے گلشن کا نقیب
- تیری قسمت میں لکھا ہے دردِ انساں کا نصیب
- شام کی ٹھنڈی ہوا، پنگھٹ کی وہ دلکش فضا

گیت گاتے ہیں تیرے نغموں کی لے پر سب فضا

نظم کا تجزیہ

اس نظم کا تجزیہ درج ذیل عنوانات کے تحت کیا جا سکتا ہے:

- **مرکزی خیال اور مقصد:**

اس نظم کا مرکزی خیال کسان کی محنت، جفاکشی اور اس کی سماجی اہمیت کو اجاگر کرنا ہے۔ اختر شیرانی نے کسان کو محض ایک مزدور کے طور پر نہیں بلکہ ملک کی ترقی کے ضامن اور دھرتی کے سچے بیٹے کے طور پر پیش کیا ہے۔ شاعر یہ واضح کرنا چاہتا ہے کہ دنیا کی تمام رعنائیاں اور زندگی کی چہل پہل کسان ہی کی مرہونِ منت ہے۔

- **رومانیت اور فطرت نگاری:**

اختر شیرانی کی دیگر نظموں کی طرح اس نظم میں بھی رومانوی رنگ نمایاں ہے۔ انہوں نے کسان کی زندگی کو دیہی پس منظر میں جس طرح پیش کیا ہے، اس سے فطرت کی خوبصورتی عیاں ہوتی ہے۔ کھیتوں کی ہریالی، صبح کی تازگی، اور شام کا سکون نظم کے حسن کو دوبالا کر دیتا ہے۔

- **کسان کی عظمت کا اعتراف:**

نظم میں کسان کے پسینے کو "موتیوں کے نکھار" سے تشبیہ دی گئی ہے، جو اس کی محنت کی تقدیس کا اظہار ہے۔ شاعر کہتا ہے کہ اگر کسان ہل نہ چلائے تو دنیا فاقوں مر جائے گی۔ اس لحاظ سے کسان انسانیت کا سب سے بڑا محسن ہے۔

- **زبان و بیان کی خصوصیات:**

اختر شیرانی نے اس نظم میں نہایت سادہ، سلیس اور سریلی زبان استعمال کی ہے۔ نظم کے الفاظ میں ایک ایسی موسیقی ہے جو دیہات کے پرسکون ماحول کی عکاسی کرتی ہے۔ تشبیہات اور استعاروں کا استعمال نہایت فطری ہے، جس سے کسان کی شخصیت کا وقار ابھر کر سامنے آتا ہے۔

- **تہذیبی عکاسی:**

یہ نظم ہندوستانی دیہات کی جیتی جاگتی تصویر پیش کرتی ہے۔ پنگھٹ، کھیت، بیج، اور کسان کے گیتوں کا ذکر کر کے شاعر نے برصغیر کی قدیم زرعی تہذیب کو خراجِ تحسین پیش کیا ہے۔

For Any Help Just Whatsapp 8935977094 (IGNOU HELP CENTER, ARARIA)

نتیجہ

مختصر یہ کہ اختر شیرانی کی نظم "کسان" اردو ادب میں ایک شاہکار کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس نظم کے ذریعے نہ صرف کسان کی سماجی حیثیت کو پہچان ملتی ہے بلکہ اردو نظم میں فطرت نگاری اور رومانوی اسلوب کا ایک نیا رخ بھی سامنے آتا ہے۔ شاعر نے بڑی فنکاری سے کسان کی خاموش محنت کو لفظوں کا جلال عطا کیا ہے۔